© rasailojaraid.com

ترجمان الحدیث

نظریں بچھی رہیں

محمد عابد رحمت

''کافی یاروں دوستوں نے قربانی کی ہے مگر ابھی تک مجھے کہیں سے آواز نہیں آئی'' میں اس کی بات کا مطلب نہ سمجھ سکا' پھر کچھ دیر بعد وہ میری طرف متوجہ ہو کر دکھ بھرے لہجے میں کہنے لگا ''میرے بھائی نے بھی قربانی کی ہے' ابھی تک میں نے کھانا بھی نہیں کھایا' بھوک سے میرا برا حال ہو رہا ہے میں صبح سے کام کر رہا ہوں مگر میرے بھائی نے میرا ذرا بھی خیال نہیں کیا۔'' میں تب اس کی بات کا مطلب سمجھا کہ وہ بیچارہ بھوک سے تڑپ رہا ہے اور اپنے دوستوں اور بھائی سے امید لگائے بیٹھا ہے کہ وہ قربانی کریں گے تو مجھے گوشت اور کھانا دیں گے' اس کے گھر میں بھی کچھ نہ پکا تھا۔

جب اس نے مجھے یہ بات بتائی یہ تقریباً 10.30 بجے کا وقت تھا۔ پھر کافی دیر بعد وہ میرے پاس آیا اور کہنے لگا ''میں ابھی تک بھوکا ہوں'' اور پھر وہ خود ہی خاموشی سے میرے پاس رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھ گیا اور ادھر ادھر کی باتیں کرنے لگا' کچھ دیر بعد نجانے اس کے دل پر کیا گزری کہ وہ مجھے ایک شعر سنانے لگا؛

نظریں بچھی رہیں رستوں پہ وہ نہ آئے نہ انہیں آنا تھا
یہ عید کا دن بھی گزر ہی گیا اسے بھی گزر ہی جانا تھا

اس شعر میں چھپے اس کے دکھ کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا تھا۔ یہ شعر مجھے بھی غمگین کر گیا اور میں ورطہ حیرت میں گم سوچنے لگا کہ یہ بیچارہ تو اس مرکزی جامع مسجد کا خادم ہے جو عرصہ دراز سے اس مسجد کی دیکھ بھال کر رہا ہے اور نمازی بھی اس سے اچھی طرح واقف ہیں۔ اتنی بڑی مسجد میں صفیں بچھانا اور اٹھانا' جھاڑو دینا' بسا اوقات مسجد دھونا

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اور مسجد کو ہر قسم کی گندگی سے پاک صاف رکھنا اکیلے شخص کے لیے انتہائی مشقت طلب اور تھکا دینے والا کام ہے اور یہ خادم بنا سستی اور کاہلی کئے نماز فجر کے بعد سے مسلسل نمازیوں کے لیے مسجد کی صفائی ستھرائی میں جُتا ہوا ہے' مگر مجال ہے جو کسی شخص کو حتیٰ کہ اس کے اپنے حقیقی بھائی کو اس کا احساس ستایا ہو۔

یہ تو ایک خادم مسجد کا قصہ تھا جسے سب جانتے تھے مگر مجھے سب سے زیادہ جس چیز نے بے چین کیا وہ یہ تھی کہ اگر ایک ''معروف غریب'' کے ساتھ اس کے دوست احباب اور اس کا اپنا بھائی عید کے روز یہ سلوک روا رکھ سکتے ہیں تو پھر ان ہزاروں' لاکھوں غریبوں کا کیا بنتا ہوگا جنہیں کوئی جانتا تک نہیں۔ جو لوگ اپنوں تک کو بھول جاتے ہیں وہ اوروں کا کیا خیال کریں گے۔

میں جتنا زیادہ اس بارے میں سوچتا جارہا تھا اتنا ہی غمگین ہوتا جارہا تھا۔ غم کے اس جھونکے نے میرے ماضی کے بند دریچے کھول دیئے اور میں ماضی میں جھانکنے لگا' مجھے وہ دور یاد آنے لگا جب ہر طرف محبت و الفت تھی' بھائی بھائی کے لئے جان نچھاور کرتا تھا' دوست احباب عزیز واقارب ایک دوسرے کے دکھ و درد کے ساجھی تھے' غریبوں اور مسکینوں کا اپنوں کی طرح خیال کیا جاتا' گھر میں جب بھی کچھ پکتا خصوصاً گوشت تو غریب ہمسائے کو بھی سالن کی ایک پلیٹ بھیج دی جاتی یا پھر وہ غریب ہمسایہ خود پلیٹ لئے گھر پر دستک دیتا اور پھر مراد لئے ہی لوٹتا۔ عید الاضحیٰ جب بھی قریب آتی تو غریبوں کو امید بندھتی کہ وہ پورا سال گوشت کھانے کو ترستے رہے ہیں اب وہ گوشت کا ذائقہ چکھ سکیں گے جس گھر میں بھی قربانی ہوتی قربانی کرنے والا گوشت کے حصے بناتا اور اس میں عزیز واقارب' دوست احباب اور غریبوں کا بھی حصہ الگ کرتا' قربانی کرنے والے کے دروازے پر غریب لوگ ہاتھوں میں پلاسٹک بیگ لئے کھڑے ہوتے اور جب وہ اس گھر سے پلٹتے تو ان کے پلاسٹک بیگ کم از کم آدھا کلو گوشت کا وزن اٹھائے ہوئے ہوتے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اچانک مسجد کے خادم کی آواز سے میں چونکا اور میرا ماضی سے رشتہ ٹوٹ گیا' وہ کہہ رہا تھا ''جناب آپ کے پاس چاول موجود ہیں اور وہ ڈبوں میں پیک ہیں گرمی بہت ہے آپ انہیں ڈبوں سے باہر نکال کر رکھ دیں'' میں اس بات میں چھپے اس کے اشارے کو سمجھ گیا' میں نے کہا ''آپ اس میں سے کھا لیجئے'' پہلے تو اس نے انکار کیا پھر وہ پلیٹ میں چاول ڈال کر کھانے میں مصروف ہو گیا۔ میری اس سے توجہ ہٹی ہی تھی کہ مجھے سوالات نے آن گھیرا' میں ان سوالات کو دہرانے لگا کہ کیا قربانی کا مقصد' اس کا فلسفہ اور اس کا سبق یہی ہے کہ گوشت خوری کی جائے' قربانی کی کھالوں سے ٹرسٹ اور ادارے چلائے جائیں' بڑی سے بڑی قربانی خرید کر نمود و نمائش کا میدان سجایا جائے' مہنگے سے مہنگا جانور خرید کر پیسوں کو بے مقصد ضائع کیا جائے یا پھر جانوروں کا خون بہایا جائے' آخر یہ سب کرنے کا مقصد کیا ہے؟

مجھے جو سمجھ میں آیا وہ یہ ہے کہ قربانی کا مقصد رب تعالیٰ کی خوشنودی ہے جس کے بارے میں اللہ خود فرماتا ہے کہ تمہاری قربانی کا نہ مجھے گوشت پہنچتا ہے اور نہ ہی خون بلکہ مجھے تمہارا تقویٰ پہنچتا ہے۔ جو انسان تقوے سے لبریز ہو کر قربانی تو کرے مگر غریبوں کو ان کا حصہ نہ دے تو پھر ان کا تقویٰ ان کے دلوں تک ہی محدود رہتا ہے رب تک نہیں پہنچتا۔ جو انسان اپنوں کے حقوق تک ادا نہ کرتا ہو وہ غریبوں کا خیال کیا کرے گا' اگر یہ سب کرنے کے باوجود بھی کوئی متقی ہونے کا دعوہ کرے تو پھر ایسے شخص کے تقویٰ کی کیفیت کیا ہو گی؟ میں اس بارے میں کچھ کہنے سے قاصر ہوں۔

☆......☆......☆......☆

© rasailojaraid.com